بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا (الحدیث)

قبر کیا ہے؟

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد اللّٰہ و کفی و الصلو ۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سید نا محمد ن المصطفےٰ وعلی آلہ المجتبیٰ و صحا بتہ البررۃ التقی و النقیٰ۔

اما بعد ! ہمارے دور میں منکرینِ حدیث جنہیں آجکل کی زبان میں پرویزی اور چکڑالوی کہاجاتا ہے وہ معتزلہ کی اتباع میں قبر کےثواب وعذاب کے منکر ہیں ۔فقیر نے اپنے اسلاف صالحین رحمہم اللہ کی اتباع میں یہ رسالہ تیار کیا۔ جس میں الحمدللہ قرآن کی نصوص کے علاوہ عقلی دلائل سے عذاب وثوابِ قبر ثابت کیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ منکرین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات بھی دیئے اِن کے علاوہ قبر کے متعلق کافی علمی مواد جمع کیا گیا ہے۔

وَمَاتَوْفِيْقِىْ اِلَّا بَاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

وَصَلَى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلےٰ حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعَيْنِ۔

مولیٰ عزوجل بطفیلِ حبیبِ پاک ﷺ فقیر اور ناشرین کے لئے توشہ راہِ آخرت اور ناظرین وسامعین کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔

آمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

﴿مردہ کو قبر میں داخل کرنے سے پہلے کی دعائیں﴾

مردہ کی قبر اس کے لئے ایک نیا ملک ہے جیسے مسافر نئے ملک میں گھبراہٹ محسوس کرتا ہے یونہی مردہ کو قبر میں گھبراہٹ ہوتی ہے ۔بالخصوص گنہگار کو قبر کے سخت عذاب کا سامنا ہوتا ہے اس لئے میت کو دفناتے وقت مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھی جائے۔

(ا) بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب جنازہ قبر پر پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ اُس قبر کے کنارے پر کھڑے ہوجاؤ۔جب مردے کو قبر میں اُتارا جائے تو کہو: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ -صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، اللَّهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ ، وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْزُولٍ بِهِ ، خَلَّفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهِ ، فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَلَّفَ ، فَإِنَّكَ قُلْتَ :وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ

(البحر الزخار المعروف بمسند البزار،مسند علی بن أبی طالب،أبو سعید الخدری عن علی،الجزء۲، الصفحة۱۳۹ ،الحديث ۵۰٤)

(۲) طبرانی اور بیہقی نے ''شعب'' میں اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مر جائے تو اُسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی لے جاؤ قبر کی طرف، اور اُس کے سر کی جانب سُورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے اور اُس کی قبر کی بائیں جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔

(۳) طبرانی نے عبدالرحمٰن بن علاء بن جلاح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی کہ، اے میرے بیٹے! جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یہ کہنا: بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ [۱] پھر مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہی سنا ہے۔

[۱] (المعجم الکبیر للطبرانی، الباب ٤، الجزء ١٤، الصفحة ١٠٨، الحدیث ١٥٨٣٣)

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو دفنایا تو کہا ''الٰہی! زمین کو اس کے دونوں کناروں سے خشک کر دے اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دے اور اِس کو اِس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔''

(۵) سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب وہ مردے کو قبر میں رکھتے تو یہ فرماتے کہ ''الٰہی! قبر کو اِس کے دونوں پہلوؤں سے دور کر اور روح کو اُوپر چڑھا اور اِس پر رحمت نازل فرما۔''

(٦) ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سُنن میں ابنِ مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اُن کی لڑکی کے جنازے میں شریک تھا تو آپ نے اُس کو قبر میں اُتارتے ہوئے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ [۲] اور جب مٹی برابر کی تو کہا: اَللّٰھُمَّ أَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [۲] جب سب کام پورا ہو چکا تو ٹیلے کے ایک طرف کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ''الٰہی! اِس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو دور فرما دے اور اِس کی روح کو اُوپر بلا لے اور اپنی رضامندی اِسے عطا فرما۔'' پھر فرمایا کہ یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

[۲] (سنن ابن ماجه، کتاب باب ما جاء فی إدخال المیت القبر، کتاب ما جاء فی الجنائز، باب، الجزء ٥، الصفحة ١٨، الحدیث ١٥٤٢)

(۷) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ وہ دفن کے وقت کہتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ، وَأَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مصنف ابن أبی شیبه، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل إذا وضع المیت فی قبره، الجزء ٧، الصفحة ١٣٧)

(۸) ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت خثیمہ سے روایت کیا کہ بزرگانِ دین مردہ کو قبر میں اُتارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ أَجِرْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ

وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ [1] پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

[1] (مصنف ابن أبی شیبه، کتاب الجنائز، باب ما قالوا إذا وضع المیت فی قبره، الجزء ۳، الصفحة ۲۱۱)

(۹) طبرانی نے ''کبیر'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرجائے اور تم اُس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے، اے فلاں ابنِ فلاں۔ مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے سکے گا۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے، تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر ایسے ہی پکارے، تو کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔ لیکن تم اُسکی آواز نہ سن سکو گے۔ تو باہر والے کو کہنا چاہیے کہ ''وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو'' یعنی أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور حضرت محمد ﷺ کو اپنا نبی، اور اسلام کو اپنا دین اور قرآن کو اپنا امام تسلیم کرلیا ہے۔ کیونکہ ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اُس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ ہی اُس سے دریافت فرمائے گا۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسبت جنابِ حوّا کی طرف کردیا کرو۔

(۱۰) ابن مندہ نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ، جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو ایک شخص میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہے کہ يَا فُلَانُ يَا ابْنَ فُلَانٍ اُذْكُرْ دِينَكَ الَّذِى كُنْتَ عَلَيْهِ فِى دَارِ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(۱۱) سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے کہا کہ جب مردے کی قبر تیار ہوجائے تو اُس وقت یہ کہنا مستحب ہے: يَا فُلَانُ ، قُلْ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۔ یہ تین مرتبہ کہا جائے يَا فُلَانُ اقُلْ : رَبِّيَ اللَّهُ وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ، نَبِيِّيَ مُحَمَّدٌ پھر واپس آجائے۔

فائدہ: یا فلاں کے بجائے میت کا نام لیا جائے۔

(۱۲) آجری نے کہا کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا بھی مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اُس کے لئے دعا کی جائے ''الٰہی! یہ تیرا بندہ ہے تو ہم سے زیادہ اِس کو جانتا ہے اور ہم تو اسکو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ اور الٰہی! تو نے اِس کو سوال کیلئے بٹھایا ہے، تو الٰہی! اس کو قول (یعنی جوابات) پر ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ تو نے دنیا میں اِس کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یا اللہ اِس پر رحم کر اور اپنے نبی ﷺ کی زیارت اِس کو عطا کرنا جو محمد (ﷺ) ہیں، اور ہم کو اِس کے بعد گمراہ نہ کر اور اِسکو اجر سے محروم نہ فرما۔''

(۱۳) ترمذی نے کہا کہ دفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دعا مانگنا سنت ہے، بالخصوص جماعت کی نماز کے

بعد، کیونکہ جماعت مسلمانوں کے لئے لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو، اور یہ وقت میت کے لئے ہولناکی کا ہے کیونکہ یہ سوالِ نکیرین کا وقت ہے۔

(۱۴) حضرت اِبنِ سبرہ نے فرمایا کہ تم جب مجھے قبر میں اُتارو تو کہنا۔ اے اللہ اس قبر میں اور اسمیں داخل ہونے والے میں برکت نازل فرما۔ (اِبنِ سعد)

قبر کے مختصر حالات

بظاہر تو یہی ہے کہ ہم میت کو ایک گڑھے میں دبا کر واپس آجاتے ہیں لیکن اُسکے متعلق یہ کبھی نہیں سوچا کہ اُس گڑھے میں میت کے ساتھ کیا گزری اُس کے متعلق غیب کی خبریں دینے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ بتایا ہے اُسے پڑھیئے اور پھر خود بھی اپنی قبر کے لئے زادِراہ کا بندوبست کیجئے۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) امام احمد اور ترمذی نے نوادرالاُصول میں اور بیہقی نے کتاب القبر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اُنہوں نے کہا کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر پہنچے تو اُس کے ایک طرف بیٹھ گئے اور اُس کو دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ اس میں مومن کو اِس طرح دبایا جاتا ہے کہ اُس کی پسلیاں اُکھڑ جاتی ہیں اور کافر کی قبر کو آگ سے بھر دیا جاتا ہے۔

(۲) احمد اور اِبنِ جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، قبر دباتی ہے اور اگر اِس سے کسی کو نجات مل سکتی تھی تو وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔

(۳) امام احمد اور حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اُس کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس صالح انسان کی قبر تنگ ہوگئی تھی تو اللہ نے اسے کشادہ فرمادیا۔

(۴) حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر کوئی عذابِ قبر سے محفوظ رہ سکتا تھا تو وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ لیکن قبر نے اُن کو دبایا، اور پھر چھوڑ دیا۔

(۵) نسائی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا، یہ وہ ہیں کہ عرشِ الٰہی اِن کے لئے حرکت میں آگیا اور جنت کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے

نازل ہوئے۔ پھر قبر نے اِنکو دبایا اور چھوڑ دیا۔ حسن کہتے ہیں کہ عرشِ الٰہی اُنکی روح کی آمد میں خوش ہوا۔ اور حرکت کرنے لگا۔

(۶) حکیم ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا کہ مجھ سے اُسید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ اس سلسلہ میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا قول یاد ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے میں کچھ کوتاہی کرتے تھے۔

(۷) طبرانی نے انس سے روایت کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو ہم اُنکے جنازے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر قبر پر بیٹھ کر آسمان کی جانب دیکھنے لگے، پھر قبر سے اُتر آئے اور غم اور زیادہ ہوگیا، پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم ہوگیا اور تبسم فرمانے لگے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں قبر کے دبانے کو یاد کر رہا تھا اور زینب کی کمزوری کو، یہ بات مجھ پر دشوار گزری تو پہلے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ قبر کے دبانے میں کمی کر دی جائے تو دعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے زینب کو اِتنا دبایا کہ اُس کے دبانے کی آواز کو اِنس و جن کے علاوہ ہر چیز نے سنا۔

(۸) طبرانی نے سند صحیح سے ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ، ایک بچہ دفن کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔

(۹) نہاد بن سری نے ''زہد'' میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہ بچا، حتیٰ کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی کہ جن کا ایک رومال بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(۱۰) علی بن معید نے ایک شخص سے روایت کیا اُنہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا تو ایک بچے کا جنازہ گزرا۔ آپ رونے لگیں۔ میں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ اس بچے پر قبر کے دبانے سے شفقت کرتے ہوئے۔

(۱۱) عمر بن ابی شیبہ نے کتاب المدینہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے دبانے سے کسی نے نجات نہ پائی مگر فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا نے۔ تو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ آپ کے بیٹے قاسم نے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نہ ابراھیم نے۔

(۱۲) ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے عبدالمجید بن عبدالعزیز سے روایت کیا کہ عبدالعزیز نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام نافع کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو وہ رونے لگے تو اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ میں سعد اور قبر کے دبانے کو یاد کر کے روتا ہوں۔

فائدہ : امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھ کر کہا کہ انبیاء علیہم السلام کو قبر دبایا نہیں کرتی۔اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دبانا بھی ایسے تھا جیسے ماں بیٹے یا دوست دوست کو دباتا ہے۔ یونہی ہر محبوبِ خدا کا حال ہے جیسا کہ ابوالقاسم سعدی نے کتاب الروح میں کہا کہ،قبر کے دبانے سے نہ اچھے محفوظ رہیں گے اور نہ برے۔لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور مسلمان کو ابتداء میں قبر دبائے گی اور پھر کشادہ ہو جائے گی۔اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔(شرح الصدور مع اضافہ اُویسی غفرلہٗ)

(۱۳) حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر کا دبانا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو،اس سے کوئی نہ کوئی خطا ضرور ہوتی ہے،تو یہ قبر کا دبانا اس کی جزا میں ہے۔اس کے بعد رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیشاب کے بارے میں کوتاہی کرتے تھے لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے قبر کے دبانے کا ہم کو علم نہیں اور نہ ہی ان سے سوال کا کچھ علم ہے کیونکہ وہ ہر طرح سے پاک ومنزہ ہیں۔اسکی وضاحت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

فائدہ : امام سبکی نے بحر الکلام میں فرمایا کہ اطاعت گزار مومن کیلئے عذابِ قبر نہ ہوگا لیکن قبر کا دبانا ہوگا۔چنانچہ وہ اسکی ہولناکی کو پائے گا،کیونکہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا لیکن یہ دبانا بھی عذاب کی حیثیت سے نہیں بلکہ محبت کے رنگ میں ہوگا چنانچہ ابن ابی الدنیا نے تیمی سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ،قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اسی سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ دراز تک اس سے غائب ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ انکو بالکل اس طرح دبائے گی جیسے ماں اپنے مدت کے چھوٹے ہوئے بچے کو دباتی ہے تو جو اطاعتِ الٰہی بجالاتا ہے اس کو بطور محبت دباتی ہے اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بطور ناراضی دباتی ہے۔

(۱۴) بیہقی،ابن مندہ،دیلمی اور ابن نجار نے سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر کیا ہے،مجھے کسی چیز میں مزانہیں آتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے آنکھوں میں اثمد کا

سرمہ،اورقبرکا دبانا ان کے لئے ایسا ہے جیسا ماں اپنے اس بچہ کا سر دباتی ہے جس کے سر میں درد ہو۔لیکن وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہو،قبر ان کو اس طرح کچلے گی جس طرح پتھر انڈے کچل دیتا ہے۔

﴿قبر سے نجات کے اسباب﴾

(ا) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ انسان کے گناہ دس چیزوں سے معاف ہوتے ہیں

(ا) جب توبہ کرے توبہ قبول ہوجائے۔(۲) جب استغفار کرے اور مغفرت ہوجائے (۳) یا جب نیکیاں کرے کہ بدیاں مٹ جائیں (۴) یا جب دنیاوی تکالیف آئیں کہ اخروی تکالیف ختم ہوجائیں (۵) یا جب برزخ کا عذاب ہو تو گناہ مٹ جائیں (۶) یا جب اس کے مسلمان بھائی اس کے لئے دعائے مغفرت کریں (۷) یا اپنے اعمال کے ثواب کا بدلہ کریں جس سے اس کو نفع ہو (۸) یا جب میدانِ قیامت میں اس پر ایسی ہولنا کی ہو کہ اُس کے گناہ مٹ جائیں (۹) یا اس کو نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور (۱۰) خدا تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو۔

(۲) ابونعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں عبداللہ بن شخیر سے روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ،جس نے اپنے قریب المرگ ہونے پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ط (یعنی سورۃ الاخلاص) پڑھ لیا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ ہوا اور ملائکہ اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط سے پار کرادیں گے۔

(۳) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں ولید بن عمر بن وساج سے روایت کیا ہے کہ قبر میں انسان کو سب سے پہلے اپنے پاؤں کے پاس حرکت معلوم ہوتی ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ تو کون ہے؟ جواب ہوتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔

(۴) ابن ابی الدنیا نے یزید رقاشی سے روایت کیا۔انہوں نے فرمایا کہ قبر میں میت کے پاس سب سے پہلے اسکے اعمال آتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی طاقت عطا فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے قبر کے گڑھے میں تنہا ٹھہرنے والے بندے آج تیرے رشتہ دار اور دوست ختم ہو گئے اب ہمارے بغیر تیرا کوئی خبر گیر نہیں ہے۔

(۵) ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کیا کہ جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اسکا عمل اس کی بائیں ران کی طرف آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔مردہ پوچھتا ہے کہ میرے عزیز واقارب کہاں ہیں؟ اور میری نعمتیں کہاں ہیں؟ تو عمل کہتا ہے کہ یہ سب دنیا میں رہ گئے اور میرے سوا تیری قبر میں کوئی نہ آیا۔

(۶) احمد بن ابن حواری نے کہا ہم سے ابراہیم بن فضل نے بیان کیا۔انہوں نے ابوالمُلیح سے روایت کیا کہ جب مردہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کے لئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ سے نہ ڈرتا تھا۔

﴿قبر کا میت سے خطاب﴾

(۱)ترمذی نے ابوسعید سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایالذتوں کے توڑنے والی چیز کا ذکرزیادہ سے زیادہ کیا کرو۔کیونکہ قبر ہرروز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اورمٹی کا گھر ہوں۔اور جب مومن دفن ہوجا تا ہےتو قبرمرحبا کہتی ہےاور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں سب سے زیادہ عزیز تھااوراب تو مجھ میں سما گیا ہےتو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔پھر وہ قبراس کے لئے کشادہ ہوجاتی ہے۔اوراس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔اور جب کافرمردہ دفن ہوتا ہےتو قبرافسردگی کا اظہار کرتی ہے،اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے براتھااوراب تو مجھ میں آ گیا تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔تو اب وہ قبراس پر بند ہوجاتی ہےاوراس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کوبعض میں ڈال کرعملی طور پروہ منظر دکھایااورفرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس پرستر اژدہے مقررفرمادیتا ہےان میں اگرکوئی ایک بھی زمین پرایک پھنکار ماردےتو وہ کبھی سبزہ نہ اگائے۔ایسے اژدہےاسے کاٹیں گے یہاں تک کہ حساب کا دن آجائے گا۔راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبریا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کےگڑھوں میں سےایک گڑھا ہے۔

(۲)طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ،ایک دن ایسا آئے گا کہ جب قبر بہ زبان فصیح پکارکر کہے گی کہ اے انسان!تو نے مجھ کو کیوں کر بھلا دیا ہر شخص کے لئے میں تنہائی ،مسافری ،وحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں،سوائے اس شخص کےجس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے کشادہ کردیا ہو۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یادوذخ کےگڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

(۳)ابونعیم نے ابوالحجاج ثمالی سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھا جاتا ہےتو قبر کہتی ہے کہ خرابی ہو تیرے لئے کیا تو نہیں جانتا کہ میں فتنہ،تاریکی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔اے انسان تو میرے پاس سے اکڑتا ہوا گزرتا تھا۔اگرمردہ نیک ہوگا تو قبر میں جواب دینے والافرشتہ جواب دے گا کہ اگر یہ مردہ نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہوتو کیا ہوگا؟ قبر کہے گی کہ تب تو میں اس کے لئے راحت بن جاؤں گی اوراس کا تمام جسم نور سے معمور ہوجائے گا اوراس کی روح بارگاہِ خداوندی میں چلی جائے گی۔

(۴)ابن مندہ نے کتاب الارواح میں بسند مجاہد رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اچھی صورت اور خوشبو میں مہکتا ہوا آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔اور اس کے پاس دو فرشتے جنت کی خوشبو اور کفن لاتے ہیں اور اس سے کچھ دور بیٹھ جاتے ہیں،پس موت کا فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے۔ جونہی وہ روح ملک الموت کے پاس آتی ہے جلدی سے وہ دونوں فرشتوں کے پاس آجاتی ہے تو وہ دونوں اس کو جنت کی خوشبو اور کفن میں رکھ کر جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اسکو اچھے نام سے پکار کر کہتے ہیں کہ یہ خوشبودار روح کس کی ہے۔تو بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں بندے کی روح ہے۔اب وہ جس آسمان پر بھی گزرتے ہیں وہاں کے مقرب فرشتوں کو ہمراہ لے جا کر اُسے عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔اس کے اعمال عِلیُّون سے نکالے جاتے ہیں۔تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کرکے فرماتا ہے کہ گواہ رہو، میں نے اس عامل شخص کو بخش دیا اور اس کی کتابِ اعمال کو مہر لگا کر عِلیُّون میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے اِن سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کو اُسی مٹی سے اٹھاؤں گا۔پس جب مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تو میں تجھے پسند کرتی تھی اب جبکہ تو میرے بیچ میں آ گیا ہے تو کیا حال ہوگا۔

اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گی؟ تو اس کے لئے اس کی قبر زیادہ سے زیادہ کشادہ کردی جاتی ہے اور اس کے پیر کے پاس ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔اس سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے اسے دیکھ! اور ایک دروازہ سر کی جانب کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب وہ دیکھو جو اللہ نے تم سے ہٹا دیا۔پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب ٹھنڈی آنکھوں سے سوجا۔لیکن اس کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ قیامت جلد از جلد ہو جائے۔

(۵)ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مردے کے ساتھ آنے والے چلتے ہیں تو مردہ بیٹھ کر ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے اور اس کی قبر سے پہلے کوئی ہم کلام نہیں ہوتا۔قبر کہتی ہے کہ اے ابن آدم! کیا تو نے میرے حالات نہ سنے تھے کہ کیا تو میری تنگی، بدبو، ہولناکی اور کیڑوں سے نہ ڈرایا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر تو نے کیا تیاری کی؟

(۶)ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انسان کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: کہ کیا تو نے سنا نہیں کہ میں تاریکی، تنہائی کا گھر ہوں؟ اے ابن آدم! تو میرے اردگرد چلنے کے باوجود کس چیز پر اِتراتا تھا اگر مردہ مومن ہوگا تو اس کی قبر کو کشادہ کیا جاتا ہے اور اس کی روح کو آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۷)ابن ابی الدنیا نے یزید بن شجرہ سے روایت کیا کہ قبر فاجر و کافر سے کہے گی کہ، کیا تو نے میری تاریکی، میری وحشت تنہائی، تنگی اور غم کو یاد نہ کیا؟

(۸)ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا کہ قبر مردے سے کہتی ہے کہ اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو آج میں تیرے لئے راحت ہوتی اور اگر نافرمان ہے تو میں تیرے لئے عذاب ہوں، میں وہ گھر ہوں کہ جو مجھ میں اطاعت گزار ہوکر داخل ہوا تو وہ مجھ سے خوش ہوکر نکلے گا اور جو نافرمان و گنہگار ہوگا، وہ مجھ سے بری حالت میں نکلے گا۔

(۹)ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ قبر کی ایک زبان ہے جس سے وہ کہتی ہے کہ اے انسان تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا، کیا تو میرے بارے میں نہ جانتا تھا کہ میں وحشت، غربت، کیڑوں اور تنگیوں کا گھر ہوں۔

(۱۰)ابوبکر بن عبدالعزیز بن جعفر فقیہ حنبلی "کتابُ المثانی فی الفقه" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم شیرازی نے کہا اور انہوں نے اپنی سند سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے جب قبرستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ قبر ابھی تک نہیں کھودی ہے تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ قبر کے گرد بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ کر اینٹیں برابر کردی جاتی ہیں تو قبر کہتی ہے کہ اے مردے کیا تجھ کو علم نہ تھا کہ میں غربت تنہائی اور کیڑوں کا مسکن ہوں؟ تو تو نے کیا تیار کیا ہے۔

(۱۱)عمر بن ذر سے مروی ہے کہ جب مسلمان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو وہ اس کو پکار کر کہتی ہے کہ فرمانبردار ہے یا نافرمان ہے۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر کے گوشے سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ ''اے قبر! تو اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور اس کے لئے رحمت بن جا۔ کیونکہ یہ اللہ کا سب سے اچھا بندہ تھا اور اب یہ بزرگی کا حقدار ہے۔

(۱۲)ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں محمد بن صبیح سے روایت کیا جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اس کے مردے پڑوسی کو پکار کر کہتے ہیں:

کہ اے دنیا سے آنے والے کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی، کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے

اور تجھے عمل کرنے کی گنجائش تھی، لیکن تو نے وقت ضائع کیا۔قبر کے گوشے سے اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ،اے زمین پر اِترا کر چلنے والے کیا مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کولوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے؟

(۱۳) بیہقی نے ''شعبُ الایمان'' میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں؟ایک دن تو وہ جب بشارت دینے والا تمہارے پاس آئے گا اللہ تعالٰی کی رضا مندی یا اس کی ناراضی کا پیغام لیکر،اور دوسرا دن وہ جب کہ تم اللہ تعالٰی کے حضور کھڑے ہو گے اور تمہارا نامۂ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں۔اور راتوں میں سے ایک رات وہ جب میت اپنی قبر میں پہلی رات گزارے گی، یہ رات وہ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی رات کبھی نہ آئی ہوگی اور ایک وہ کہ جس کی صبح قیامت قائم ہوگی کہ اس کے بعد کبھی رات نہ ہوگی۔

امام غزالی رحمۃ اللّٰہ علیہ کی روایا ت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا؟ کیا تجھے نہیں معلوم؟ کہ میں فتنہ کا گھر ہوں۔میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔تو کس گھمنڈ میں تھا جب تو لوگوں کو دھکا دیتا ہوا میرے اوپر سے گزرتا تھا۔تو اگر مُردہ نیک وصالح ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اسکی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے کہ اے قبر! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا۔اور بری بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔ یہ سن کر قبر کہتی ہے کہ یہ اگر ایسا ہی تھا تو اب میں اس کے پاس ہریالی لاؤنگی۔ اور اس کا بدن نور ہو کر دوبارہ مجھ سے نکلے گا۔اور اس کی روح اللہ تعالٰی کے دربارِ رحمت تک رسائی حاصل کرے گی۔

(احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۲) عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میت سے بوقتِ دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں بیکسی کا گھر ہوں۔اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالٰی کا فرماں بردار تھا۔تو آج میں تیرے لئے رحمت بن جاؤنگی اور اگر تو اللہ تعالٰی کا نافرمان تھا تو میں تیرے لئے عذاب بن جاؤنگی۔ میں وہ جگہ ہوں کہ خدا کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہو کر نکلتے ہیں۔اور خدا کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہو کر رنجیدہ وغمزدہ ہو کر نکلتے ہیں۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۳) محمد بن صبیح علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو دوسرے مردے اس سے کہتے ہیں کہ اے شخص! کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت نہیں حاصل کی۔ ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے۔لیکن تُو تو زندہ

تھا۔اور تجھ کو کافی مہلت ملی۔لیکن تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے! تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے۔حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء واحباب لوگوں کو اس منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۴) حضرت کعب علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبراتا ہے۔اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد، صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔انھوں نے فرمایا کہ قبر میں عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آکر کھڑی ہوجاتی ہے کہ ہٹو تم کچھ نہیں کرسکتے۔اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں۔تو روزہ کھڑا ہوکر کہتا ہے کہ ہٹو۔تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لئے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں۔تو حج وجہاد راستہ روک لیتے ہیں۔کہ اس نے خدا کے لئے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔
اور رحمت کے فرشتے آجاتے ہیں۔اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے وسیع کردی جاتی ہے۔اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلادی جاتی ہے۔جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔(احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۲۳۔۲۴)

سوالات وجوابات

تمہید

ہم بارہا قبرستانوں کو دیکھتے ہیں بظاہر ان میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے نظر آتے ہیں۔اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق یہ ٹیلے بتاتے ہیں کہ ان کے اندر انسان ہیں جو کبھی ہماری طرح اس دنیا میں رہتے تھے اب وہ دنیا میں نہیں کسی دوسرے جہاں میں ہیں۔اس جہاں کا نام برزخ ہے۔یہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے (قبریں) ہماری عبرت کے لئے بنائے گئے تاکہ ہم اس دنیا میں وہ کام کریں جو ہمیں قبر میں فائدہ دیں وہ کام نہ کریں جو قبور عذاب کا سبب بنیں۔اسلام میں قبر کا ثواب وعذاب کا عقیدہ حق ہے لیکن دور سابق میں معتزلہ اور ہمارے دور میں منکرین حدیث یعنی پرویزی عذاب قبر کے،اس کی تنگی وکشادگی کے اور اس بات کے کہ قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے،یا جنت کا باغیچہ اور قبر میں مردے کے اٹھنے کے قائل نہیں۔

سوال: منکرین کہتے ہیں کہ جب قبر کھول کر دیکھتے ہیں تو وہاں نہ اندھے اور گونگے فرشتے دیکھتے ہیں جو لوہے کے

ہتھوڑوں سے مردے کو مار رہے ہوں، نہ وہاں سانپ واژدھے نظر آتے ہیں اور نہ وہاں آگ بھڑکتی دکھائی دیتی ہے بلکہ لاش میں کوئی تغیر نہیں پاتے، اور اگر مردے کی آنکھوں پر پارا اور سینے پر رائی رکھ دیں تو پھر بھی اسے اپنی حالتِ سکون پر ہی پاتے ہیں۔ اسی طرح قبر کی تنگی اور کشادگی مشاہدہ کے خلاف ہے۔ قبر جس قدر کھودی جاتی ہے، جب اسے کھول کر دیکھتے ہیں تو اسی قدر پاتے ہیں۔ پھر تنگ قبر میں مردہ اور فرشتے اور مانوس یا غیر مانوس شکل والے عمل کیسے سما سکتے ہیں اور جو بات عقل ومشاہدہ کے تقاضوں کے خلاف ہو وہ یقیناً غلط ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پھانسی کے تختے پر کبھی مدت تک لاش لٹکی رہتی ہے نہ اس سے سوال و جواب ہوتا ہے نہ اس میں حرکت پائی جاتی ہے اور نہ اس کا جسم آگ سے جلتا ہے۔ پھر جس کو درندے کھا گئے یا پرندے ہضم کر گئے اور ان کے اجزاء درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں اور مچھلیوں کے معدوں میں ہضم ہو کر منتشر ہو گئے۔ یا جنہیں جلا کر ان کی راکھ ہوا یا سمندر یا نہروں میں بہا دی گئی، تو ان اجزاء سے جبکہ وہ متفرق ہو کر گم ہو گئے، کیونکر سوال ہوتا ہے؟ اس کے سامنے کیونکر فرشتے آتے ہیں۔

اس کی قبر کیونکر جہنم کا گڑھا یا جنت کا باغیچہ بنتی ہے اور کیونکر اسے دبوچتی ہے؟ اس سلسلے میں کچھ باتیں بیان کرتے ہیں جن سے ان تمام اعتراضوں کا جواب ملتا ہے۔

جوابات

جواب نمبر 1: انبیائے کرام نے ایسی خبریں نہیں دیں جنہیں عقل محال سمجھتی ہو اور قطعی طور پر اُنھیں ناممکن جانتی ہو۔ بلکہ اُنہوں نے دو قسم کی خبریں دی ہیں۔ بعض تو ایسی خبریں ہیں جنھیں عقلِ سلیم اور فطرتِ مستقیم بھی مانتی ہے اور اُن کی سچائی بھی گواہی دیتی ہے اور بعض ایسی ہیں جن کا ادراک مجردِ عقل نہیں کر سکتی مثلا عالمِ غیب کی خبریں، برزخ و قیامت کی تفصیلات اور عذاب و ثواب کی جزئیات وغیرہ۔ انبیاء کی دی ہوئی خبریں ہرگز عقلوں کے نزدیک محال نہیں۔ جس خبر کے متعلق یہ گمان ہو کہ یہ عقل کے محال ہے وہ دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ جھوٹی خبر ہے انبیاء کی دی ہوئی نہیں بلکہ انکی طرف منسوب کر دی گئی ہے یا عقل فاسد ہے۔ جو ایک شیطانی شبہ کو معقول صریح سمجھ رہی ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا: وَ یَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ یَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ (پارہ۲۲،سورۃ السبا،ایت۶)

ترجمہ: اور جنہیں علم مِلا وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا وہی حق ہے اور عزّت والے سب خوبیوں سراہے کی راہ بتاتا ہے۔

فرمایا: اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی (پارہ۱۳،سورۃ الرعد،ایت ۱۹)

ترجمہ: تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے۔

فرمایا: وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ

(پارہ۱۳،سورۃ الرعد،ایت ۳۵)

ترجمہ: اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اُترا اور اِن گروہوں میں کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اذہان محال باتوں سے خوش نہیں ہوتے۔ فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ

هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ (پارہ۱۱،سورۃ یونس،ایت ۵۷،۵۸)

ترجمہ: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ اِن کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ظاہر ہے کہ محال میں نہ تو شفا ہے نہ ہدایت ورحمت ہے اور نہ اس سے خوش ہوا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس قسم کے شکوک اُسے ہوتے ہیں جس کے دل میں ایمان نے جڑیں نہیں پھیلائیں۔ اور جس کے قدم اسلام پر نہیں جمے۔ اسی وجہ سے اس کا دل ڈانوا ڈول ہوتا ہے اور حیرت وشک میں مبتلا رہتا ہے۔

جواب نمبر 2: بلا کمی بیشی کے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ایسا مطلب نہیں لینا چاہئے جسے وہ برداشت نہ کر سکے۔ یا اس سے وہ مطلب نکلتا نہ ہو۔ اس اصول کو چھوڑنے سے اور اس سے ہٹنے ہی کی وجہ سے بے شمار غلطیاں اور گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ الٹی سمجھ ہی تمام بدعتوں اور گمراہیوں کی جڑ ہے۔ اور اصول وفرع میں ہر غلطی کی ضامن ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ بدنیتی بھی ہو۔ کبھی اتفاق سے بعض مسائل میں بڑے لوگوں کی طرف سے الٹی سمجھ کا ظہور ہوتا ہے حالانکہ ان کی نیت اچھی ہوتی ہے اور عقیدتمندوں کی نیت بخیر نہیں ہوتی اور مسئلہ کچھ سمجھ لیا جاتا ہے اور دین اور دینداروں کی مٹی پلید ہوتی ہے۔ قدریہ، مرجیہ، خارجی، رافضی، معتزلہ، وہابی،

ودیگر تمام گمراہ فرقوں کو الٹی سمجھ ہی نے گمراہ کیا۔اوران کے ہاتھوں میں آکر دین کی مٹی پلید ہوئی۔ان لوگوں نے صحابہؓ کرام اورتابعین کی سمجھ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔اور نہ اس کی طرف دھیان دیا۔کثرتِ امثلہ کی بنا پرہم نے مثالیں نہیں دیں ورنہ دس ہزار سے بھی زیادہ مثالیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔آپ شروع سے لے کرآخر تک قرآن حکیم پڑھ جائیں۔آپکو حیرت ہوگی کہ ان گمراہ فرقوں نے کہیں بھی قرآن پاک کو شارع علیہ السلام کی مراد کے مطابق نہیں سمجھا۔قرآن حکیم کو صحیح طور سے وہی سمجھے گا جو پہلے لوگوں کے خیالات معلوم کرے پھرانہیں قرآن پاک پر پیش کرے۔لیکن جو الٹا معاملہ کردے کہ شرعی مسائل لوگوں کی آراء پر پیش کرنے لگے اوران سے حسن ظن کی بنا پردینی مسائل کو ان کے خیالات کے موافق بنانے کی کوشش کرے وہ ہدایت سے دور جاپڑے گا۔ایسے مقلد کو اس کے خیالات پر چھوڑ دیجئے۔الحمدللہ اللہ عزوجل نے اس بیماری سے آپ کو بچالیا ہے۔

جواب نمبر 3 : حق تعالیٰ نے تین ہی گھر بنائے ہیں۔دنیا،برزخ،آخرت اور ہر گھر کےمخصوص احکام بنائے ہیں۔اورانسان کو جسم وروح سے مرکب فرمایا ہے۔دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں اورروحیں ان کے تابع ہیں۔اسی لئے احکام شرعیہ اقوال وافعال پر مرتب ہوتے ہیں۔دلی خیالات پر نہیں۔اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔اورجسم ان کے تابع ہوتے ہیں۔

غور کرو جیسے دنیوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں۔اوراجسام کی راحت وتکلیف کا تمہیں احساس ہوتا ہے۔کیونکہ ان کے اسباب کا براہ راست اجسام ہی سے تعلق ہے۔اور بواسطہ اجسام کے روحیں بھی متاثر ہوتی ہیں ٹھیک اسی طرح برزخ میں راحت وتکلیف کا تعلق براہ راست روحوں سے ہوتا ہے اور بواسطہ ارواح کے اجسام سے ہوتا ہے۔دنیا میں اجسام ظاہر ہیں اورارواح پوشیدہ گویا بدن روحوں کی قبریں ہیں اور برزخ براہ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔اوران کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں۔پس اسی ایک نکتہ کو ذہن میں رکھو تمام اعتراضات رفع ہوجائینگے۔

عقلی دلیل

معتزلہ ہوں یا فلاسفہ،منکرینِ حدیث ہوں یا کوئی اور بدمذھب،وہ عقلی دلیل کو فوقیت دیتے ہیں اس مسئلہ میں بھی ہم انہیں عقلی دلیل دیتے ہیں۔حق تعالیٰ نے ہمیں اپنی ہدایت ومہربانی سے دنیا میں بھی برزخ کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔یعنی سونے والے کی حالت برزخ کا ایک نمونہ ہے۔یعنی خواب میں جو مسرت یا تکلیف ہوتی ہے وہ براہ راست روح کو ہوتی ہے۔اورروح کے واسطے سے بدن بھی متاثر ہوتا ہے اور کبھی یہ تاثیر اتنی قوی ہوتی ہے کہ مشاہدے میں بھی آجاتی ہے مثلاً

کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے مار رہا ہے اور وہ چیخ رہا ہے جب جاگ گیا تو چوٹ کا نشان جسم پر موجود دیکھا۔یا خواب میں دیکھا کہ میں نے کوئی چیز کھائی پھر بیدار ہوگیا تو اس کا ذائقہ اب تک محسوس کر رہا ہے بلکہ بھوک پیاس بھی جاتی رہتی ہے بعض دفعہ تو یہاں تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ خواب دیکھنے والا خواب ہی میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بیدار شخص کی طرح مارتا، پکڑتا اور دھکے دیتا ہے حالانکہ وہ نیند میں ہوتا ہے اور ہر بات سے بے خبر ہوتا ہے کیونکہ جب روح متاثر ہوئی تو اُس نے بدن سے باہر رہ کر بدن سے مدد مانگی کیونکہ اگر بدن میں داخل ہو جاتی تو وہ بیدار ہو جاتا ہے۔اور ہر بات محسوس کرنے لگتا۔پھر جب حالتِ خواب میں ایک ادنیٰ قسم کے تجرد (تنہائی) سے روح براہ راست متاثر ہونے لگتی ہے تو برزخ میں جبکہ اعلیٰ قسم کا اور پورا پورا تجرد (تنہائی) پایا جاتا ہے۔بدرجہ اولیٰ براہ راست روح متاثر ہوتی ہے اور اس کے تاثر سے بدن بھی متاثر ہوتے ہیں کیونکہ موت آنے سے روح کا تعلق اجسام سے بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ یک گونہ تعلق قائم رہتا ہے۔خواہ جسم جوں کے توں باقی ہوں یا اس کے اجزا پراگندہ ہو کر مٹی وغیرہ میں مل کر دوسری شکلیں اختیار کر چکے ہوں اور قیامت کے دن براہ راست اجسام وارواح دونوں متاثر ہوں گے۔جب تم اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ جاؤ گے تو خود بخود مذکورہ بالا تمام اعتراضوں کا جواب سمجھ میں آجائے گا۔اور یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ رسولِ معصوم ﷺ کی بتائی ہوئی تمام باتیں عقلِ سلیم کے عین مطابق اور برحق ہیں۔اورا لجھن،سُوءِ فہم اور کم علمی کی وجہ سے ہے۔**سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جاست**۔کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سو رہے ہیں مگر ایک کی روح نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہی ہے اور دوسرے کی روح عذابِ الیم میں مبتلا ہے۔پھر دونوں جاگتے ہیں تو اپنے اپنے جسموں پر نعمت وعذاب کے نشانات دیکھتے ہیں۔برزخ کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔

جواب نمبر 4: برزخ وآخرت کے معاملات حِسّ وادراک سے باہر ہیں۔حق تعالیٰ شانہ نے برزخ وآخرت کے معاملات دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھے ہیں ان تک حِسّ وادراک کی رسائی نہیں۔اس کی کمال حکمت کا یہی تقاضا ہے تاکہ مسلمان اور کافروں میں اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں تمیز ہو جائے دنیا ہی میں عمر کی آخر گھڑی میں سکرات کے وقت فرشتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور دنیا سے جانے والا ہی انھیں دیکھتا ہے۔فرشتے اس کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں اس سے بات چیت کرتے ہیں اُن کے پاس جنت کا یا جہنم کا کفن اور خوشبو یا بدبو بھی ہوتی ہے۔یہ تیمارداروں کی دعا یا بددعا پر آمین بھی کہتے ہیں۔مرنے والے کو سلام بھی کرتے ہیں اور وہ انھیں جواب بھی دیتا ہے اور اگرچہ بول نہیں سکتا اور اشارہ بھی نہیں کرسکتا تو دل سے جواب دیتا ہے۔اسی وجہ سے بعض مرنے والوں کو سکرات کے وقت اہلاً وسہلاً ومرحباء آیئے آیئے تشریف لایئے! کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ہم نے اپنے دور میں کئی بزرگوں کے متعلق سنا ہے کہ

سکرات کے دوران آنے والے غیبی شخصیات سے باتیں کرتے اور انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ چند واقعات آخر میں عرض کرونگا۔ سابقہ دور کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

خیر النتاج رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: ابن القیم تلمیذ ابن تیمیہ نے لکھا کہ آپ نے موت کے وقت فرمایا میں صبر کروں گا اللہ پاک تمہیں عافیت عطا فرمائے تمہیں جو حکم ہے اس کے بغیر چارا نہیں اور میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے پھر پانی منگا کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر فرمایا۔ اب تم رب کے حکم کی تعمیل کرو۔

یہ فرما کر سدہار گئے۔ (کتاب الروح)

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: آپکے متعلق کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز جس دن رخصت ہونے والے تھے اس دن فرمانے لگے مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ تیمارداروں نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا۔ رو کر فرمایا میں وہ ہوں جس نے تعمیلِ احکام میں کوتاہی کی اور گناہوں میں سرگرمی دکھائی یہ جملہ تین بار مکرر فرما کر کلمہ پڑھا اور سر اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا امیر المومنین آپ اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا میں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ پھر جان جانِ آفریں کو سونپ دی۔ (ابن ابی ا لدنیا)

مسلمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے سکرات کے وقت میں موجود تھا۔ آپ نے اشارے سے ہمیں باہر جانے کا حکم دیا۔ ہم سب باہر آ کر بیٹھ گئے بس ایک خادم آپ کے پاس رہ گیا اس وقت آپ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(پارہ ۲۰، سورۃ القصص، ایت ۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد، اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

بیشک تم نہ انسان ہو نہ جن پھر خادم نے باہر آ کر ہمیں اندر آجانے کو کہا اب جو ہم اندر گئے تو آپ سدھار چکے تھے۔

محمد بن واسع رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: حضرت فضالہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں محمد بن واسع کی سکرات کے وقت موجود تھا۔ آپ ایک دم فرمانے لگے۔ اے میرے رب کے فرشتو آؤ ہر طرح کی طاقت وقوت اللہ ہی کی طرف سے ہے اس وقت مجھے بڑی پیاری اور مست کُن خوشبو کی لپٹیں آئیں پھر آپ کی نگاہ پھٹ گئی اور سدھار گئے اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں۔

قرآنی دلیل: لیکن سب سے زیادہ بلیغ و مؤثر اور جامع یہ آیت ہے: فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَ اَنْتُمْ

حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ o وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْکُمْ وَ لٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَo (پارہ ۲۷،سورۃ الواقعۃ،ایت ۸۳تا۸۵)

ترجمہ: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے۔اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔

فائدہ : سکرات دنیا کی آخری گھڑی ہے۔اور برزخ کی پہلی گھڑی آنے والی ہے(اس وجہ سے مرنے والے سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں)اس وقت دنیا سے جانے والا جو چیزیں دیکھ رہا ہے وہ دنیا والوں کو نظر نہیں آتیں۔پھر فرشتہ ہاتھ بڑھا کر روح سے خطاب کرتا ہے اور اسے قبض کر لیتا ہے۔تیماردار فرشتے دیکھتے ہیں نہ فرشتے کی بات سنتے ہیں پھر بدن سے روح نکل جاتی ہے اور سورج کی کرنوں کی طرح اس سے نور کی کرنیں اور مشک سے زیادہ مست کن خوشبو کی لپٹیں نکلنے لگتی ہیں موجود رہنے والے نہ نور کی کرنیں دیکھتے ہیں اور نہ انھیں خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔پھر فرشتوں کے جھرمٹ میں روح آسمان پر چڑھتی ہے مگر کوئی فرشتوں کو نہیں دیکھتا پھر روح واپس آکر بدن کو غسل دیئے جانے اور کفن پہنائے جانے کا اور قبرستان کی طرف لے جائے جانے کا مشاہدہ کرتی ہے اور کہتی ہے جلدی سے لے چلو یا مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔لیکن اس کی آواز کسی کو بھی نہیں سنائی دیتی۔پھر جب لاش قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال کر قبر بنا دی جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر فرشتوں کو میت کے پاس آنے سے آڑے نہیں آتا۔بلکہ اگر چٹان تراش کر اس میں لاش رکھ کر اسے سیسہ پلا کر سر مُہر کر دی جائے تو فرشتے پھر بھی لاش تک پہنچ جائیں گے۔کیونکہ اجسام کثیفہ سے ارواح لطیفہ آسانی سے پار ہو جاتی ہیں۔فرشتے تو فرشتے ان سے تو جن بھی پار ہو جاتے ہیں۔بلکہ جیسے پرندے ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اسی طرح فرشتے اجسام کثیفہ میں تیرتے پھرتے ہیں۔

قبر کی وسعت و فراخی

قبر کی فراخی روح کے لئے بالذات ہے اور بدن کے لئے بواسطہ روح کے ہے۔(عالم برزخ کے واقعات روح پر براہ راست طاری ہوتے ہیں اور بدن پر بواسطہ روح کے)بظاہر لاش قبر میں ہاتھ دو ہاتھ جگہ میں ہوتی ہے حالانکہ قبر منتہائے نگاہ فراخ ہوتی ہے اسی طرح اگر قبر کو کھول کر دیکھا جائے تو لاش اپنی حالت پر بدستور نظر آتی ہے مگر قبر میت کو اس طرح بھینچتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی ادھر آجاتی ہیں۔یہ بات حِسّ عقل اور فطرتِ سلیم کے خلاف نہیں۔اگر لاش بدستور رکھی ہوئی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر نے اسے نہ بھینچا ہو۔ہوسکتا ہے کہ بھینچ جانے کے بعد لاش پھر اپنی سابق حالت پر آ گئی ہو۔ملحدوں اور بے دینوں کے پاس بجز رسولوں کو جھٹلانے کے اور رکھا ہی کیا ہے۔

حکایت ایک نہایت معتبر شخص نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے تین قبریں کھودیں اور فارغ ہو کر ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ اتفاق سے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں اور ان تینوں میں سے ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اس کا رقبہ تین میل لمبا اور تین میل چوڑا لکھ لو۔ پھر دوسری قبر کے پاس جا کر کہتا ہے۔ اس کا آدھا انچ لمبا اور آدھا انچ چوڑا لکھ لو۔ فرماتے ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی اتنے میں کسی معروف شخص کا جنازہ آیا۔ جسے پہلی قبر ملی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اسے دوسری قبر ملی۔ پھر شہر سے ایک مشہور و مالدار عورت کا جنازہ آیا۔ جسکے ساتھ شہر کے ہر گوشہ کا آدمی تھا اور جنازے پر لوگوں کی بھیڑ تھی اسے تیسری قبر ملی۔

فائدہ : یہ فراخی و تنگی دنیا میں نیک اور برے عمل کا نتیجہ تھا۔

عقلی دلیل قبر کی آگ اور قبر کی باغ و بہار دنیا کی آگ و بہار کی طرح نہیں ہے کہ اسکا دنیا والے مشاہدہ کر لیں بلکہ آخرت کی آگ و بہار کی طرح ہے جو دنیا کی آگ و بہار سے کہیں زیادہ قوی ہے۔ آخرت کی چیزوں کا دنیا والے مشاہدہ نہیں کر سکتے بلکہ اللہ پاک ان پر یہی مٹی اور پتھر بھڑ کا دیتا ہے جن میں یہ مدفون ہیں۔ اور یہ دنیا کی مٹی اور پتھروں سے کہیں زیادہ گرم و ایذا رساں بن جاتے ہیں۔

لیکن اگر ان کو دنیا والے چھو کر دیکھیں تو انھیں ذرا سی گرمی کا بھی احساس نہ ہو۔ اسی طرح حق تعالیٰ انھیں باغ و بہار بنا دیتا ہے بلکہ ایک ہی قبر میں دو شخص مدفون ہوتے ہیں۔ ایک کے لئے یہ قبر جہنم کا گڑھا ہے مگر اس کی گرمی کا احساس اس کے پڑوسی کو نہیں ہوتا۔ اور ایک کے لئے جنت کا باغیچہ ہے لیکن اس کی راحت فزا نعمتوں کا احساس اس کے پڑوسی کو نہیں ہوتا۔ اللہ کی قدرت تو اس سے بھی زیادہ کہیں وسیع اور حیرت انگیز ہے۔ اسی دنیا میں اس نے ہمیں اپنی قدرت کی اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز نشانیاں دکھا دی ہیں۔ مگر لوگوں کو جن باتوں کا علم نہیں ہوتا انھیں جھٹلا دیا کرتے ہیں۔

مگر جنھیں اللہ ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور جھٹلانے سے محفوظ رکھے وہ بچ جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ اللہ پاک کافروں کے نیچے آگ کے دو تختے بچھا دیتا ہے جس سے اس کی قبر تنور کی طرح بھڑک اٹھتی ہے۔ پھر جب اللہ کو منظور ہوتا ہے تو اس پر اپنے کسی بندے کو مطلع بھی فرما دیتا ہے اور دوسروں سے چھپائے رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر سب کو خبر ہو جائے تو ایمان بالغیب کہاں رہے اور لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیں۔ جیسا کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ میری طرح تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے۔ (بخاری مسلم) چونکہ جانوروں میں یہ حکمت مفقود (ختم) ہے اس لئے وہ عذاب قبر سنتے ہیں جس طرح آپ ﷺ کا خچر عذابِ قبر سُن کر ایسا بدِکا تھا کہ معلوم ہوتا تھا آپ ﷺ کو گرا دے گا۔ یہ حدیث تفصیل کے ساتھ بخاری شریف میں موجود ہے۔

﴿ واقعات ﴾

(۱)ابوعبداللہ محمد بن ازیز حرانی فرماتے ہیں کہ میں عصر کے بعد اپنے گھر سے نکل کر ایک باغ میں غروب سے کچھ قبل چند قبروں کے پاس پہنچا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک قبر شیشہ گر کی بھٹی کی طرح انگارا تھی ۔مردہ قبر میں مدفون تھا۔میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا اور سوچنے لگا کہ آیا میں جاگ رہا ہوں یا سو رہا ہوں؟ پھر میں نے شہر کی فصیل دیکھ کر کہا میں تو بیدار ہوں۔ پھر خود فراموشی کی حالت میں گھر گیا اور کھانا آیا تو کھا نہ سکا۔اور شہر میں چل پھر کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس قبر میں آج ہی ایک ظالم چنگی وصول کرنے والا (TOLL,TAX COLLECTOR) دفن ہوا۔

عقلی دلیل ﴾ قبروں میں اس آگ کا دیکھا جانا اسی طرح ہے جیسے کبھی اللہ کسی کو جن یا فرشتے دکھا دیتا ہے۔

(۲)شعبی نے ایک آدمی کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ میں مقامِ بدر سے گذر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی زمین سے نکلتا ہے اور ایک شخص اسے ہتھوڑے سے مارتا ہے۔ پٹتے پٹتے وہ پھر زمین میں غائب ہو جاتا ہے پھر نکلتا ہے پھر غائب ہو جاتا ہے۔آپ نے فرمایا یہ ابوجہل ہے اس پر قیامت تک یہی عذاب مسلط رہے گا۔

(کتاب القبور لابن ابی الدنیا، شرح الصدور و کتاب الروح)

(۳)ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اپنی سواری پر جارہا تھا، پیچھے سامان بندھا ہوا تھا راستے میں ایک قبرستان سے جو گذرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اپنی قبر سے نکلا جس کے تمام جسم میں آگ لگ رہی ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے جسے گھسیٹا جارہا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک دو۔معلوم نہیں وہ مجھے پہچانتا تھا یا عبداللہ عرف کے اعتبار سے کہہ رہا تھا۔اتنے میں دوسرا شخص نکل کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ عبداللہ اس پر پانی نہ چھڑکنا۔ پھر اس کی زنجیر پکڑ کر اور اسے گھسیٹ کر قبر میں لے جاتا ہے۔(ابن ابی الدنیا)

عروہ نے بھی مذکورہ بالا واقعہ قدرے اختلافِ الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اس کی دہشت سے میرے بال سفید ہو گئے ۔میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا۔(ابن ابی الدنیا)

(۴)ابوقزعۃ فرماتے ہیں کہ ہم بعض چشموں سے جو ہمارے بصرہ کے راستے میں پڑتے تھے، گذرے، تو گدھے کی سی آواز آئی۔ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ گدھے کی سی آواز کہاں سے آرہی ہے اور کس کی ہے۔لوگوں نے کہا ایک شخص ہمارے قریب رہا کرتا تھا جب اس کی ماں اس سے بات کرتی تھی تو اسے کہہ دیا کرتا تھا کہ کیوں گدھے کی طرح چیختی ہے۔اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر سے روزانہ گدھے کی سی آواز آتی ہے۔(ابن ابی الدنیا)

(۵) عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ مدینہ کا ایک شخص تھا اس کی بہن جو مدینہ کے ایک کنارے پر رہتی تھی بیمار ہوگئی۔ وہ اس کی بیمار پرسی کے لئے آتا جاتا تھا۔ پھر وہ مرگئی۔ خیر اسے دفن کر دیا گیا پھر اسے یاد آیا کہ قبر میں میری کوئی چیز گر گئی ہے۔ چنانچہ ایک شخص کو ساتھ لیکر قبر کھودی تو گری ہوئی چیز مل گئی۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ الگ ہٹ جاؤ ایک نگاہ اپنی بہن پر ڈال لوں کہ بے چاری کس حال میں ہے۔ لحد کی ایک اینٹ جو الگ کی تو قبر میں آگ بھڑک رہی تھی فوراً اینٹ اس کی جگہ پر رکھ کر قبر بنادی اور گھر آ گیا۔ ماں نے پوچھا قبر میں تمہاری بہن کا کیا حال ہے۔ بولا ان کا حال نہ پوچھئے۔ وہ تو ہلاک ہوگئیں آپ مجھے بتایئے کہ کیا کیا کرتی تھی۔ ماں نے کہا نماز دیر سے پڑھتی تھی اور بلا وضو پڑھتی تھی اور ہمسایوں کے دروازوں پر جا کر چھپ کر ان کی باتیں سنا کرتی تھی۔ (ابن ابی الدنیا)

آج بھی یہ عادتِ بد عورتوں میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو اس عادتِ بد سے بچائے۔ (آمین)

(۶) مرثد بن حوشب نے فرمایا کہ میں یوسف بن عمر کے پاس تھا۔ ان کے قریب ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا ایک رخسار لوہے کی طرح سخت تھا۔ یوسف نے اس سے کہا کہ مرثد کو بھی اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ سنادو۔ بولا میں نوجوان تھا اور گناہوں کی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا۔ طاعون کے زمانے میں میں نے سوچا کہ سرحد چلا جاؤں۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ قبریں کھودا کروں۔ ایک دن میں نے مغرب وعشاء کے درمیان ایک قبر کھودی، اور دوسری قبر کی مٹی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا اور اسے اس قبر میں دفن کر دیا گیا۔ اور لوگ واپس چلے گئے۔ میں نے دیکھا اونٹ جیسے دو سفید پرندے مغرب کی طرف سے آئے ایک قبر کے سرہانے اور دوسرا پائنتی اتر پڑا۔ اور دونوں نے قبر کی مٹی ہٹائی۔ پھر ایک تو قبر میں اتر گیا اور دوسرا کنارے پر رہا۔ میں کسی چیز سے ڈرا نہیں کرتا تھا۔ میں نے اس سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کیا تو اپنی سسرال میں گیرو سے رنگا ہوا جوڑا پہن کر غرور وفخر سے اُسے گھسیٹتا ہوا نہیں جایا کرتا تھا؟ مردہ بولا میں تو بہت کمزور ہوں۔ پھر اس پر ایسی چوٹ ماری جس سے اس کی قبر پانی اور روغن سے بھر گئی۔ اسی طرح اسے تین بار مارا اور ہر بار اسی لفظ کو دھراتا تھا۔ اور ہر دفعہ چوٹ مارنے سے قبر پانی اور روغن سے بھر جاتی تھی۔ پھر اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر بولا دیکھو یہ کہاں بیٹھا ہوا ہے اللہ اس سے اپنی رحمت سے دور کرے اور میرے اس رخسار پر اپنا ایک پر مارا میں گر پڑا۔ رات بھر میں وہیں پڑا رہا صبح قبر دیکھی تو جوں کی توں تھی۔

(یہ دیکھنے والے کی آنکھوں میں تو پانی اور روغن معلوم ہوتا ہے۔ مگر آگ تھی جو مردے پر بھڑک رہی تھی۔)

فائدہ : یہ ایسے ہے جیسے رحمت عالم ﷺ نے دجال کی طرف سے خبر دی کہ اس کے پاس پانی اور آگ ہوگی آگ تو

ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی شعلے مارتی ہوئی آگ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے ابواسحٰق فزاری سے پوچھا۔کیا کفن چور کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ فرمایا ہاں اگر اس کی نیت صحیح ہو اور اللہ کے علم میں اس کی سچائی بھی ہو تو ممکن ہے اس کی بخشش ہوجائے ورنہ مشکل ہے لیکن توبہ کے عمومی قوانین پر اُمید ہے بخشش ہوجائیگی۔

(۷) ایک شخص بولا میں کفن چور تھا۔قبریں کھود کر کفن نکال لیا کرتا تھا۔اور بعض مُردوں کے منہ قبلے سے پھرے ہوئے دیکھتا تھا۔یہ سنکر فزاری خاموش ہوگئے اور اوزاعی کو لکھا۔اوزاعی نے جواب میں لکھا کہ نباش (کفن چور) کی توبہ قبول ہوجائے گی بشرطیکہ نیت صحیح ہو اور اللہ کے علم میں اسکی صداقت ہو۔اور جن مُردوں کے قبلے سے منہ پھرے ہوئے دیکھے گئے وہ غیر سنت پر فوت ہوئے۔

(۸) ایک نباش سے جس نے توبہ کرلی تھی پوچھا کہ سب سے عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بتاؤ۔اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر جو کھولی تو اس کے تمام جسم میں میخیں ٹھکی ہوئی تھیں اور ایک بڑی میخ سر میں اور پیروں میں ٹھکی ہوئی تھی۔

(۹) کسی دوسرے کفن چور سے یہی بات پوچھی گئی تو اس نے بتایا۔میں نے ایک آدمی کی کھوپڑی دیکھی جس میں سیسہ پگھلا کر بھر دیا گیا تھا۔کسی کفن چور سے پوچھا گیا کہ تمہاری توبہ کا سبب کیا ہے۔بولا میں عموماً مُردوں کو قبلہ سے پھرا ہوا پاتا تھا۔ (مذکورہ بالا تمام واقعات کتاب القبور لابن ابی الدنیا سے منقول ہیں۔)

(۱۰) ابوعبداللہ محمد بن لساب سلامی جو بڑے نیک اور سچے تھے فرماتے ہیں کہ ایک شخص بغداد میں لوہاروں کے بازار میں چھوٹی چھوٹی دوسَروں والی میخیں فروخت کرگیا۔ایک لوہار نے انھیں نرم کرنا چاہا مگر وہ آگ اور ہتھوڑے کی ضرب سے بھی نرم نہ ہوسکیں اور وہ تھک کر چور ہوگیا۔اس نے بیچنے والے کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیلیں تم کہاں سے لائے تھے۔بولا میرے پاس تھیں۔آخر اس نے اصرار پر بتایا کہ مجھے یہ ایک کھلی قبر میں سے ملی تھیں اور ان سے مردے کی ہڈیاں جڑی ہوئی تھیں۔میں نے انھیں ان ہڈیوں میں سے نکالنے کی کوشش کی مگر نکال نہ سکا۔ آخر میں نے پتھر سے ہڈیوں کو توڑ کر انھیں نکالا اور اکٹھا کرلیا۔

(۱۱) ابوالحریش کہتے ہیں کہ میری والدہ نے بیان کیا کہ جب ابوجعفر نے کوفہ میں خندق کھدوائی تو لوگوں نے اپنے اپنے مردے منتقل کردیئے۔ہم نے ان میں ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنے ہاتھ خود کاٹ رہا تھا۔

انتباہ: بطور عبرت اس طرح کے واقعات دنیا میں نظر آجاتے ہیں۔

حضرت ثابت البنانی علیہ الرحمۃ نے کہا میں قبرستان میں گھوم رہا تھا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی کہ اے ثابت قبروں کے سکون سے دھوکہ نہ کھانا۔ان میں بہت سے غمزدہ بھی ہیں۔ میں نے پیچھے مڑکر دیکھا تو کسی کو بھی نہیں پایا۔

فائدہ : حضرت ثابت البنانی ایک ولی کامل گذرے ہیں ان سے جھوٹ ناممکن ہے اوران کو آواز سنائی گئی یا تو نیک مردہ ہوگا یا فرشتہ۔

(۱۲) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمۃ بن عبدالملک سے پوچھا کہ تمہارے والد کو کس نے دفن کیا تھا۔ بولا میرے فلاں مولٰی نے۔ پوچھا کہ ولید کو کس نے دفن کیا تھا۔ بولا میرے فلاں مولٰی نے۔عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جب تمہارے باپ کو اور ولید کو دفن کیا گیا اوران کے کفن کی گرہ کھولی گئی توان کے منہ پیچھے کو پھرے ہوئے تھے۔مسلمۃ میرے مرنے کے بعد میرے منہ کو دیکھنا۔کہیں انکی طرح میرا منہ تو نہیں پھرا۔یا اس سے مجھے عافیت دی گئی۔مسلمۃ کہتے ہیں قبر میں رکھ کر میں نے عمر بن عبدالعزیز کا منہ دیکھا تو حسبِ سابق اپنی جگہ پر تھا۔اس لئے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے اسی لئے ان کا اس حال پہ ہونا لازمی امر تھا۔

(۱۳) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میری بچی فوت ہوگئی۔ میں نے اسے قبر میں اتارا پھر میں لحد کی اینٹ ٹھیک کرنے لگا تو اسے قبلہ سے پھرا ہوا پایا اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا ایک دن میں نے اسے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہی ہے کہ ابا جان آپ نے مجھے قبلہ سے پھرا ہوا دیکھ کر بہت صدمہ کیا عموماً میرے آس پاس والے قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں۔اس کا مقصد یہ تھا کہ جو بڑے گناہوں پر جمے ہوئے تھے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک (خلیفہ بنواُمیہ) کو قبر کے اتارنے والوں میں سے ایک میں بھی تھا۔میں نے دیکھا کہ ان کے گھٹنے گردن سے لگ گئے تھے۔ان کا بیٹا بولا۔ربِ کعبہ کی قسم میرے والد اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے کہا ربِ کعبہ کی قسم تمہارے والد کی دنیا ہی میں اچھی حالت گذر گئی۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی۔ جب عمر بن عبدالعزیز نے یزید کو عراق کا حاکم بنایا تو یہ نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میں نے جب ولید کو لحد میں رکھا تو میں نے انھیں کفن میں پاؤں ہلاتے دیکھا تھا۔

فائدہ : عموماً ہر ظالم حاکم اور بادشاہ کا یہی حال ہوتا ہے۔

(۱۵) عبدالحمید بن محمود نے فرمایا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ان کے پاس کچھ لوگوں نے آکر کہا کہ ہم حج کو جارہے تھے راہ میں ہمارا ایک ساتھی ذوالصفاح فوت ہوگیا۔خیر ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی اور قبر کھودی

جب قبر تیار ہوگئی تو ایک سیاہ سانپ نے آکر تمام قبر گھیر لی ۔پھر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ قبر کھودی گئی پھر بھی اسے سانپ نے گھیر لیا۔پھر تیسری جگہ کھودی گئی تو پھر بھی اس میں سانپ آکر بیٹھ گیا۔حضرت ابن عباس نے فرمایا۔یہ اس کی چوری ہے جس کا وہ مرتکب ہوا کرتا تھا۔جاؤ اسے کسی قبر میں رکھدو اللہ کی قسم اگر تمام زمین بھی کھود ڈالو گے تو سب جگہ یہی سانپ پاؤ گے ۔آخر کار ہم نے اسے ایک قبر میں دفن کردیا۔حج سے واپس آکر ہم نے اس کا سامان اس کے گھر دیدیا۔اوراس کی بیوی سے پوچھا تمہارا شوہر کیا کیا کرتا تھا۔بولی اناج بیچا کرتے تھے۔اوراس میں سے روزانہ اپنے گھر کا خرچہ نکال کر پھر اتنا ہی چوری سے اس میں ملادیا کرتے تھے۔

(۱۶)ابواسحاق نے مجھے ایک مردے کوغسل دینے کے لئے بلایا گیا۔جب میں نے اس کے منہ سے چادر ہٹائی تو ایک موٹا سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا دیکھا۔آخر میں اسے بلاغسل کے چھوڑ کر چلا آیا۔لوگ کہتے تھے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کوگالیاں دیا کرتا تھا۔

فائدہ : نہ صرف روافض شیعہ کا انجام بد ایسے ہوتا ہے بلکہ ہر بدعقیدہ،مثلاً مرزائی،وہابی،دیوبندی،منکرینِ حدیث، پرویزی اورنیچری کا یہی حال ہوتا ہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالے ''گستاخوں کا براانجام'' میں۔

(۱۷)ایک بصری گورکن نے کہا میں نے ایک دن قبر کھودی اوراس کے قریب ہی سوگیا۔خواب میں میرے پاس دو عورتیں آئیں ۔ایک عورت بولی ۔اے اللہ کے بندے خدارااس عورت کوہم سے ہٹالے اور ہمارے پڑوس میں دفن نہ کر۔گھبراکر میری آنکھ کھل گئی ۔اتنے میں اسی قبر کے پاس ایک عورت کا جنازہ لایا گیا۔میں نے اسے اس میں دفن نہیں ہونے دیا۔اوردوسری قبر بنادی۔

رات ہوئی تو پھر وہی دوعورتیں خواب میں دکھائی دیں۔ان میں سے ایک بولی۔اللہ تمہارا بھلا کرے۔تم نے ہمیں ایک طویل شر سے ہٹادیا۔میں نے کہا تمہاری طرح یہ عورت بات کیوں نہیں کرتی ۔بولی یہ عورت وصیت کئے بغیر فوت ہوگئی تھی۔ایسوں پرواجب ہے کہ قیامت تک بات نہ کریں۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں ۔جنھیں حق تعالیٰ عذاب وثوابِ قبر کے سلسلے میں اپنے بندوں کومشاہدہ کرادیتا ہے۔ کتاب میں ان کی گنجائش نہیں اس سلسلے میں خواب بھی بے شمار ہیں جوکئی بڑی بڑی کتابوں میں نہ سمائیں۔اگرکسی کومطالعہ کا شوق ہوتو۔فقیر کی تصنیف ''اخبارالقبور'' کا مطالعہ کریں۔

﴿الزامی جواب﴾

جولوگ قبر کے ثواب کے منکر ہیں اُنکا اپنا عقلی ڈھکوسلہ ہے۔جبکہ وہ دوسرے اس قسم کے حالات کونقل کے علاوہ عقلاً

مانتے ہیں مثلاً رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل انسانی شکل میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرلیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی باتیں سُن لیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے حضرات نہ اُنھیں (جبریلِ امین کو) دیکھتے تھے اور نہ ان کی باتیں سنتے تھے۔

جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا یہ باتیں نہیں سنتا تھا۔ اسی طرح جن ہمارے درمیان بلند آواز سے بات چیت کرتے ہیں اور ہم اُن کی باتیں نہیں سنتے۔ کبھی فرشتے کافروں پر کوڑے برساتے تھے اور اُن پر چیختے تھے حالانکہ مسلمان اُن کے ساتھ ہوتے تھے جو انھیں نہیں دیکھتے تھے۔ اور نہ ان کی باتیں سنتے تھے۔ حق تعالیٰ نے انسان سے بہت سے دنیوی حوادث چھپا رکھے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سناتے تھے۔ حالانکہ اسے حاضرین نہیں سنتے تھے۔ بہر حال جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور اس کی ہمہ گیر قدرت پر یقین ہے۔ وہ ایسے حوادث کا کیسے انکار کرسکتا ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنی حکمت ورحمت کی بنا پر اپنی بعض مخلوق کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے کیونکہ ان میں ان کے دیکھنے اور سننے کی طاقت نہیں۔ انسان کی بصارت وسماعت عذاب وثوابِ قبر کے مشاہدے کی طاقت نہیں رکھتی۔ بہت سے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہ واقعات مشاہدہ کرادیتا ہے چیخ مار کر بے ہوش ہوجاتے اور مرجاتے ہیں۔ اور اگر زندہ بھی رہتے ہیں تو زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہتے اور بعض تو دل کے پردے اٹھتے ہی مرجاتے ہیں۔ لہٰذا عقل کا یہ تقاضہ نہیں کہ اگر ان واقعات میں حکمت خداوندی نے پردے حائل فرمادیئے ہیں تو ان کا انکار کیا جائے۔ پھر یہ پردے جب اٹھادیئے جائیں گے تو تمام باتیں آنکھوں سے دیکھ لی جائیں گی۔ علاوہ ازیں جب انسان اس پر قادر ہے کہ مردے کی آنکھ اور سینے سے پارا اور رائی اُٹھا کر فوراً ہی تیزی سے اسے اپنے مقام پر رکھ دے۔ تو فرشتہ تو بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا اور اللہ کی قدرت تو ہمہ گیر ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ پارا اور رائی مردے کی آنکھوں اور سینہ پر باقی رکھے اور گرنے نہ دے۔

ازالہ ء وھم : فلاسفہ معتزلہ کی عادت ہے کہ وہ ہر مسئلہ کو مشاہدہ پر قیاس کرتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ بعض مسائل کا حل قیاس پر نہیں ہوتا اسی لئے برزخ کے واقعات کا قیاس مشاہدات پر کرنا محض جہالت وگمراہی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا انکار اور انتہائی ظلم ہے۔

جب انسان اس بات پر قادر ہے کہ قبر فراخ یا تنگ بنا کر اسے لوگوں سے چھپادے اور جس پر چاہے ظاہر کرے تو اللہ کی قدرت کا تو ٹھکانا ہی نہیں ہوسکتا ہے کہ ایک قبر بظاہر دو ڈھائی ہاتھ دکھائی دیتی ہو حالانکہ انتہائی وسیع خوشبودار روشن ہو یا انتہائی تنگ بدبودار اور تاریک ہو۔ یہ وسعت وتنگی، نور وظلمت، آباد واجاڑ اور باغ وبہار دنیا کے اعتبار سے نہیں ہے۔

﴿ھر عالم کا حکم جدا جدا ھے﴾

دنیا کا عالم اور ہے عالم برزخ اور ہے۔ حق تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو وہی مشاہدہ کرایا ہے جو دنیا میں ہے اور اسی سے ہے

لیکن آخرت کے واقعات پر پردہ ڈال رکھا ہے تا کہ ایمان واقرار انسان کے لئے سببِ سعادت بن جائے۔ پھر جب یہ پردہ اٹھادیا جائے گا تو انسان خود بخود تمام باتوں کا مشاہدہ کر لے گا۔

سوال: مردہ جل جائے تو اس کیلئے قبر کہاں اور فرشتوں کا سوال و جواب کیسا؟

جواب : اگر جنازہ رکھا ہوا بھی ہو تو یہ بات محال نہیں کہ فرشتے آکر اس سے سوال کریں اور انھیں کوئی نہ دیکھے اور وہ انھیں جواب دے اور کوئی اس کی بات نہ سنے۔ اور فرشتے اس کو (مردے کو) ماریں مگر کسی کو شعور نہ ہو۔ دیکھئے دو آدمی ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں ایک سو جاتا ہے اور ایک بیدار رہتا ہے۔ سونے والا خواب میں تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے مارا بھی جاتا ہے اور اسے درد بھی محسوس ہوتا ہے، لیکن جاگنے والا اس کی تمام باتوں سے بے خبر ہے حالانکہ ضرب و تکلیف کا اثر روح سے جسم میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے کہ قبروں اور پتھروں کو چیر کر فرشتوں کا جانا عقل سے بعید سمجھا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں فرشتوں کے لئے بالکل ایسی ہی بنائی ہیں جیسے کہ ہوا پرندوں کے لئے۔ ان چیزوں کے ارواحِ کثیفہ کے لئے حجاب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارواح لطیفہ کے لئے بھی حجاب ہوں یہ غلط ہے۔ انھیں جیسے قیاسوں سے اصولوں کو جھٹلایا جاتا ہے۔

﴿عقلی دلیل بہ تائیدِ قرآن﴾

یہ بھی محال نہیں کہ لٹکی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا جلی ہوئی یا کسی اور قسم کی لاش میں روح لوٹائی جائے جس کا ہمیں شعور نہ ہو کیونکہ لوٹائے جانے کی یہ ایک اور قسم ہے یہ وہ نہیں ہے جس سے ہم آشنا ہیں۔

دیکھئے بے ہوش آدمی، سکتے کا مریض اور مبہوت وغیرہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہوتی ہیں لیکن ہمیں ان کی حیات کا شعور نہیں ہوتا۔ جس لاش کے اجزا الگ الگ ہو کر اور منتشر ہو کر گم ہو گئے ہوں اس کی ذات سے جس کی قدرت ہمہ گیر ہے۔ یہ بعید نہیں کہ وہ ان ذرات سے روح کا اتصال پیدا کر دے۔ اگر چہ ایک مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں اور ان اجزا میں ایک قسم کے الم و سرور کا شعور پیدا کر دے جس سے وہ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ پتھر اسکے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ پہاڑ اور درخت اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اور سنگریزے، نباتات اور پانی کے قطرے اس کی پاکی میں رطب اللسان ہیں۔

﴿چند آیات حاضر ہیں﴾

(۱) فرمایا: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ط (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، ایت ۴۴)

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

فائدہ : اگر یہ تسبیح محض ان کی اپنے خالق پر دلالت ہی ہوتی تو یہ الفاظ نہیں لائے جاتے کہ تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہر عاقل یہ سمجھتا ہے کہ مخلوق خالق پر دلالت کرتی ہے۔

(۲) فرمایا: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ (پارہ۲۳،سورۃ ص،ایت ۱۸)

ترجمہ: بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخّر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے۔

فائدہ : ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت ان دو ہی وقتوں میں مخصوص نہیں ہے۔اسی طرح فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ (پارہ۲۲،سورۃ السبا،ایت ۱۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا۔اے پہاڑ واس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا۔

ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت حضرت داؤد کی معیت ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت ذکر تسبیح وسجدوں میں مصروف ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا کہ: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ

(پارہ۱۷،سورۃ الحج،ایت ۱۸)

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی۔

فائدہ : ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت بہت سے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں۔

(۳) فرمایا: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ (پارہ۱۸،سورۃ النور،ایت ۴۱)

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح۔

معلوم ہوا کہ یہ درحقیقت نماز وتسبیح ہے۔جس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔اگر چہ اسے بھی نبیوں کی باتیں نہ ماننے والے اور انھیں جھٹلانے والے نہیں مانتے۔حق تعالیٰ نے پتھروں کی طرف سے خبر دی کہ بعض پتھر اللہ کے خوف سے اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔اور گر پڑتے ہیں۔زمین آسمان کی طرف سے بتایا کہ وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں۔اللہ نے ان سے بات کی انہوں نے اللہ کی بات سنی اور اچھا جواب دیا۔پھر اللہ نے ان سے کہا کہ خوشی سے آؤ یا بادلِ ناخواستہ۔تو انہوں

نے جواب دیا ہم خوشی خوشی آنے کو تیار ہیں۔احادیث مبارکہ میں اس سے زائد ایسے مضامین موجود ہیں۔مثلاً

کھانا تسبیح پڑھتا ھے

جیسا کہ صحابہ کرام کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور صحابہ نے مسجد میں خشک تنے کا رونا سنا۔پھر جب ان اجسام میں روح ایک زمانے تک رہ چکی ہے ان میں شعور بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔اگر چہ اس کے فلاسفہ منکر ہیں لیکن حقیقت کو تو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

الزامی جواب

منکرین کو تسلیم ہے کہ حق تعالےٰ نے دنیا میں بھی روحیں بدن میں کامل طور پر لوٹا کر اپنے بندوں کو مشاہدہ کرادیا ہے اور وہ زندہ ہوکر باتیں بھی کرنے لگے، چلنے پھرنے بھی لگے، کھانے پینے بھی لگے، شادی بیاہ بھی کئے اور اولادیں بھی ہوئیں چنانچہ شواہد حاضر ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ (پارہ ۲،سورۃ البقرۃ،ایت ۲۴۳)

ترجمہ: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا بیشک۔

(۲) فرمایا: اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

(پارہ ۳،سورۃ البقرۃ،ایت ۲۵۹)

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد۔تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کردیا۔فرمایا تو یہاں کتنا ٹھرا۔عرض کی دن بھر ٹھرا ہوں گا یا کچھ کم۔

(۳) اسرائیلی مقتول کی طرح جسے اللہ نے زندہ کردیا تھا اور وہ اپنے قاتل کو بتا کر مرگیا تھا۔جیسے پارہ اول،سورۃ البقرہ میں اسکا قصہ مفصل ہے۔

فرمایا: وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ

بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَo (پارہ1،سورۃ البقرۃ،ایت ۵۵،۵۶)

ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔

(۴) اصحاب کہف کا قرآنی مشہور قصہ ہے۔ (پارہ15،سورۃ الکھف،ایت ۹ تا ۲۱)

(۵) ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو مارنا پھر زندہ کرنا قرآن میں مفصل ہے۔ (پارہ۳،سورۃ البقرۃ،ایت ۲۶۰)

(۶) موت کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائیگا یہ بھی عقائد اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے۔ تو اس حیران کن قدرت سے یہ بات کب بعید ہے کہ مرنے کے بعد مردوں میں اس قسم کی زندگی پیدا کردے اور انکی ذمہ داریوں کے بارے میں بازپرس فرمائے اور جواب طلب فرمائے اور حسبِ اعمال انہیں ثواب وعذاب دے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ اور یہ امور اللہ تعالیٰ پر مشکل بھی نہیں۔

عالم برزخ

چونکہ مخالفینِ اسلام یعنی فلاسفہ اور معتزلہ اور دور حاضرہ میں منکرین حدیث جیسے پرویزی چکڑالوی عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اسی لئے ہزاروں ٹھوکریں کھاتے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ قبر کا داخلہ ایک مستقل جہاں کا نام ہے جس کا شریعت میں برزخ نام ہے اور اس جہاں کا ایک مستقل وجود ہے جیسے عالمِ ارواح اور عالمِ مثال اور عالمِ دنیا اور عالمِ آخرت وغیرہ اور اس کے وجود کا ثبوت بھی قرآن مجید میں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

(پارہ۱۸،سورۃ المؤمنون،ایت۱۰۰)

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔

عالم برزخ کی وجہ تسمیہ

برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔ اسی کو غالب کے اعتبار سے عذاب وثوابِ قبر اور باغیچۂ جنت یا آگ کا گڑھا کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے پھانسی پر لٹکے ہوئے، جلے ہوئے، ڈوبے ہوئے اور درندوں یا پرندوں کے کھائے ہوئے شخص کو بھی اس کے اعمال کے مطابق عذاب وثوابِ برزخ ہے۔ گو عذاب و ثواب کے اسباب وکیفیات مختلف انواع کی ہیں۔

حکایت

زمانہ سابق میں کسی شخص نے یہ خیال کرلیا تھا کہ اگر اس کی لاش جلا کر اس کی راکھ کچھ سمندر میں بہادی جائے اور کچھ آندھی میں اڑادی جائے تو وہ عذاب سے بچ جائیگا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹوں کو یہی وصیت کردی اور مرنے کے بعد بیٹوں نے اس کی تعمیل کی۔ پھر اللہ پاک کے حکم سے سمندر اور خشکی نے اس کے اجزاء جمع کردیئے اور اللہ نے اسے کھڑا

ہوجانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ بولا اے رب تو خوب جانتا ہے۔
میں نے تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا۔ آخر اللہ نے اس پر رحم فرمادیا۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ : ان بکھرے ہوئے اور بہ ظاہر بے نام ونشان ذرات جسم سے بھی برزخ کا عذاب وثواب نہیں ہٹا۔ اگر کوئی لاش ہوا میں درخت سے لٹکا دی جائے تو اسے بھی بقدر اس کے حصے کے برزخ کا عذاب پہنچ جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک شخص آگ کی بھٹی میں دفن کردیا جائے تو اسے بھی بقدر اعمال کے برزخ کی راحت نصیب ہوگی۔ حق تعالیٰ اس پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیگا۔ دنیا کے عناصر اپنے خالق کے فرمان بردار ہیں۔ اور اس کے حکم کے قطعی خلاف نہیں کرتے وہ ان میں حسب مرضی تصرف کرتا ہے۔ اگر کوئی یہ بات نہ مانے تو وہ اللہ رب العالمین کا اور اس کی ربوبیت کا منکر ہے۔ اسکی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''احترام القبور'' میں ہے۔

الحیاۃ بعد المماۃ

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دو زندگیاں بعد الموت مقرر فرمائی ہیں۔ جن پر اچھوں اور بروں کو ان کے اعمال کی جزا وسزا دی جاتی ہیں۔ پہلی زندگی بعد الموت روح کا بدن سے جدا ہونا اور ابتدائی دار جزا کی طرف لوٹ جانا ہے۔ اور دوسری زندگی بعد الموت قیامت کے دن پیش آئے گی۔ جب کہ لوگ اللہ کے حکم سے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ اور حساب وکتاب کے بعد جنت یا جہنم میں جائیں گے۔ اسی وجہ سے صحیح حدیث میں ہے کہ ایمان میں یہ بھی داخل ہے کہ پچھلی زندگی بعد الموت پر ایمان لایا جائے۔ کیونکہ پہلی زندگی (موت) کا تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔

گو بہت سے لوگ جیسے معتزلہ اور منکرینِ حدیث جیسے پرویزی اور چکڑالوی قبر کی اور ہمارے دور میں جزا وسزا اور عذاب وثواب کو نہیں مانتے۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں قیامتوں (موت، زندگی بعد الموت) کا بیان سورۃ مومنون، سورۃ واقعہ، سورۃ قیامت، سورۃ مطففین، اور سورۃ فجر وغیرہ میں فرمایا ہے۔ اس کی حکمت وعدالت کا تقاضا ہے کہ وہ اچھوں اور بروں کی جزا کے لئے دو گھر بنائے۔ لیکن پورا پورا بدلہ زندگی بعد الموت ہی کے بعد دار القرار میں ملے گا۔

فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

(پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، اٰیت ۳۵)

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو۔ اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ کے عدل، اسمائے حسنیٰ اور کمالات مقدسہ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اپنے دوستوں کے جسم اور روحیں آرام سے رکھے اور

دشمنوں کے جسموں اور روحوں کو عذاب میں مبتلا فرمائے۔اس لئے فرماں برداروں کے اجسام وارواح کو ان کے مناسب نعمتوں اور لذتوں کا ذائقہ چکھایا جاتا ہے۔اور نافرمانوں کے اجسام وارواح کو ان کے مناسب عذاب وسزا دی جاتی ہے۔چونکہ دنیا تکلیف وامتحان کا گھر ہے دارالجزا نہیں ہے اس لئے جزا اس میں ظاہر نہیں ہوتی۔البتہ برزخ جزا کا پہلا گھر ہے اس لئے اس میں اس گھر کے مناسب جزا کا ظہور ہوتا ہے۔اوراللہ کی حکمت بھی اس گھر میں اظہارِ جزا کا تقاضا کرتی ہے۔لیکن قیامت کے دن جزا کا پورا پورا ظہور ہوگا۔

فـــائـدہ : معلوم ہوا کہ عذاب وثوابِ برزخ آخرت کا ابتدائی عذاب وثواب ہے۔جیسا کہ بہت سی آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔مثلاً حدیث میں ہے کہ نیک صاحبِ قبر کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔اور اس کے پاس جنت کی راحتیں اور نعمتیں آنے لگتی ہیں۔اور فاجر کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی گرمی اور لپٹیں آنے لگتی ہیں۔

فائدہ : یہ قطعی طور پر معلوم ہوا ہے کہ روح کی طرح بدن بھی اس میں حصے دار ہے، پھر قیامت کے دن دونوں انھیں دروازوں سے اپنے اپنے ٹھکانوں میں چلے جائیں گے۔یہ دونوں دروازے جن سے برزخ میں مردے کی طرف پوشیدہ اثرات پہونچتے رہتے ہیں۔زندوں کے حِس وادراک سے محجوب (پردے میں) ہیں۔تاہم بہت سے لوگ محسوس بھی کرلیتے ہیں۔اگرچہ اسباب سے بے خبر ہوں اور صحیح تعبیر نہ کرسکیں۔

ازالـــہ ءِ وھم : یاد رہے کہ کسی چیز کا وجود اس کے ادراک وتعبیر پر موقوف نہیں ہوتا۔وجود اَور چیز ہے اور ادراک وتعبیر اَور چیز ہے۔دنیا میں بھی یہ اثرات پہنچتے ہیں۔مگر غفلت کے گھپ اندھیرے کی وجہ سے لوگ ان کی تعبیر سے قاصر رہتے ہیں۔مرنے کے بعد یہ اثرات اور زیادہ سُرعت وکمال کے ساتھ پہنچتے ہیں۔اور زندگی بعد الموت کے بعد یہ اثرات اپنے پورے شباب پر آجاتے ہیں۔رب کی حکمت نے تینوں گھروں میں بہترین نظام مقرر فرمادیا ہے۔

نوٹ: عالمِ برزخ کے بارے میں مختصر تعارف کے بعد ہم قبر کی تحقیق قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

قبر کا ذکر اور قرآن مجید

بعض فلاسفہ تو خود قرآن کے بھی منکر ہیں۔لیکن افسوس معتزلہ اور منکرینِ حدیث پرویزی اور چکڑالوی ٹولہ پر ہے کہ وہ قرآن کو ماننے کے باوجود قبر اور برزخ کے منکر ہیں ان کے سوالات کے قرآن سے جوابات حاضر ہیں۔

ســوال : قرآن حکیم میں عذابِ قبر کا کیوں بیان نہیں؟ حالانکہ اسے جاننے اور اس پر ایمان لانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ انسان ڈر کر تقویٰ اختیار کرلے؟

جواب: اس کا جواب مجمل ومفصل دونوں طرح حاضر ہے۔

اجمالی جواب: حق تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر دو قسم کی وحی اتاری اور لوگوں پر واجب کر دیا کہ دونوں وحیوں پر ایمان لا کر عمل کرتے رہیں۔ چنانچہ فرمایا:

(۱) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

(۲) هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، ایت ۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

فائدہ: کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد بالاتفاق سنت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ان پر ایمان وتصدیق ان باتوں کی طرح ہے جن کی حق تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی خبر دی یہ مسلمانوں کا ایک اجماعی اصول ہے۔ کوئی فرقہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کتاب کے ساتھ اس کی مانند سنت بھی دی گئی لہٰذا اگر کوئی مسئلہ قرآن میں نہیں اور حدیث میں ہے تو سمجھ لو گویا قرآن ہی میں ہے۔ کیونکہ حدیث بھی مِثلِ قرآن ہی کے ہے۔ اس کی مفصل ومکمل بحث فقیر کی تصنیف، ''فرمانِ نبی فرمانِ خدا'' میں ہے۔

تفصیلی جواب اور قرآن میں ذکرِ قبر

قرآن میں بھی کئی جگہ ذکر قبر اور برزخ کا بیان ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، ایت ۵۰، ۵۱)

ترجمہ: اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ o

(پارہ ۷، سورۃ الانعام، ایت ۹۳)

ترجمہ: اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔

فائدہ : یہ باتیں فرشتے موت کے وقت مرنے والوں سے کہہ رہے ہیں فرشتے سچے ہوتے ہیں۔

اگر یہ عذاب ان سے دنیا میں مرتے ہی ختم ہو جاتا تو (اوپر دی گئی آیت میں) یہ جملہ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ (آج تمہیں عذاب دیا جا رہا ہے)

صحیح نہ ہوتا۔

(۲) فرمایا: فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ o اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ o (پارہ ۲۴، سورۃ المؤمن، ایت ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: تو اللہ نے اسے بچا لیا ان کے مکر کی بُرائیوں سے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آ گھیرا۔ آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

فائدہ : اس آیت میں صراحت سے قبر و آخرت کے عذاب کا بیان ہے۔

(۳) فرمایا: فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ o يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ o وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ o

(پارہ ۲۷، سورۃ الطّور، ایت ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ: تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے۔ جس دن ان کا داؤ کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو۔ اور بیشک ظالموں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

فائدہ : اس آیت میں دو احتمال ہیں کہ یا تو دنیوی عذاب قتل وغیرہ مراد ہو یا برزخ والا عذاب مگر دوسرا احتمال زیادہ ظاہر ہے۔ کیونکہ بہت سے ظالم مر گئے اور انھیں دنیا میں عذاب نہیں دیا گیا۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ زیادہ ظاہر ہے جو مر گیا اسے قبر میں عذاب ہے۔ اور جو باقی رہ گیا اسے دنیا میں قتل وغیرہ کا عذاب ہے۔ پس یہ دنیوی اور قبر والے عذاب کی وعید ہے۔

(۴)فرمایا: وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝

(پارہ ۲۱،سورۃ السجدۃ،ایت ۲۱)

ترجمہ: اورضرور ہم انہیں چکھا ئیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے ایک جماعت نے (جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں) عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے بعض نے کہا اس سے دنیوی عذاب مراد ہوسکتا ہے جو انھیں کفر سے رجوع کی دعوت دیتا ہے۔ بظاہر یہ بات ترجمان القرآن حضرت ابن عباس سے چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ مگر چونکہ آپ کوفہم قرآن میں خاص کمال حاصل تھا اس لئے آپ نے اس سے عذاب قبر سمجھا کیونکہ اس میں حق تعالیٰ نے بتایا کہ ان پر دو قسم کے عذاب ہیں۔ بڑا اور چھوٹا اور یہ بھی بتایا کہ بعض کو چھوٹا عذاب چکھایا جائے گا تا کہ رجوع کریں۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے عذاب میں کچھ باقی ہے جو دنیوی عذاب کے بعد ملے گا۔ اسی وجہ سے مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى کے الفاظ استعمال کئے مِن تبیعضہ ہے۔ عذاب ادنیٰ کو براہ راست بغیر مِن کے مفعول نہیں بنایا۔ جیسے اس حدیث میں ہے۔ پھر اس کے لئے جہنم کا ایک سوراخ کھول دیا جائے گا جس سے اس کی کچھ گرمی اور لپٹیں آئیں گی۔ کیونکہ اس سے جہنم کی بعض حرارت ولُو آئے گی۔ زیادہ تر عذاب تو آخرت کے لئے باقی رہیگا۔ اسی طرح دنیا میں کافروں نے بعض عذاب کو دیکھا ہے اور عذاب کا زیادہ تر حصہ آگے کیلئے باقی رہ گیا ہے۔

(۵)اورفرمایا: فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝(پارہ ۲۷،سورۃ الواقعۃ،ایت ۸۳تا۹۶)

ترجمہ: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے۔ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں۔ کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچّے ہو۔ پھر وہ مرنے والا اگر مقرّبوں سے ہے۔ تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔ اور اگر دہنی طرف والوں سے ہو۔ تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہنی طرف والوں سے۔ اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو۔ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی۔ اور بھڑکتی آگ میں

دھنسانا۔ یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پا کی بولو۔

فائدہ: اس آیت میں موت کے وقت روحوں کے احکام کا بیان ہے۔اوراسی سورت کے شروع میں زندگی بعدالموت والے احکام کا بیان ہے مگر انھیں انجام وغایت اور اہمیت کے اعتبار سے ان پر مقدم کیا اور موت کے وقت بھی زندگی بعدالموت کے وقت کی طرح تین قسمیں بیان کیں۔مثلاً

(۶)فرمایا: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ o وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ o (پارہ۳۰،سورۃالفجر،ایت ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والی جان۔اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔اور میری جنّت میں آ۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ یہ کس وقت روح کو خطاب ہے بعض نے کہا موت کے وقت۔

ظاہری مضمون سے بھی یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ خطاب روح سے اس وقت ہے جب اسے بدن سے علیحدہ کیا جارہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ راضی خوشی نکل کہ تیرا رب تجھ سے ہے۔اس کی تائید حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت کے الفاظ بھی کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ مجھے رفیق اعلیٰ وبلند قدر دوستوں میں شامل فرما۔اس طرح متعدد احادیث مبارکہ میں اس قسم کی روایات موجود ہیں۔تفصیل فقیر نے ''تفسیرِ اُویسی'' میں عرض کر دی ہے۔

(۷)فرمایا: اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ o حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ o (پارہ۳۰، سورۃالتکاثر،ایت ۱ تا ۲)

ترجمہ: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منھ دیکھا۔

فائدہ: مقابر مقبرہ کی جمع یعنی قبور۔حاشیہ محمودالحسن دیوبندی میں ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ دو قبیلے اپنے اپنے جتھے کی کثرت پر فخر کر رہے تھے جب مقابلہ کے وقت ایک کے آدمی دوسرے سے کم رہے تو اس نے کہا کہ ہمارے اتنے آدمی لڑائی میں مارے جاچکے ہیں چل کر قبریں شمار کرلو وہاں پتہ لگے گا کہ ہمارا جتھا تم سے کتنا زیادہ ہے اور ہم میں کیسے کیسے نامور گزر چکے ہیں یہ کہہ کر قبریں شمار کرنے لگے اس جہالت وغفلت پر متنبہ کرنے کے لئے یہ سورت نازل ہوئی۔

اس آیت میں بھی قبر کا صریح ذکر ہے۔

(۸) فرمایا: قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (پارہ ۲۸،سورۃ الممتحنۃ ،ایت ۱۳)

ترجمہ: وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

فائدہ: اس آیت میں بھی قبر صریح ذکر ہے۔

انتباہ: اس سے ثابت ہوا کہ قبر والوں سے مایوس ہو جانا کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتے کافروں کا عقیدہ ہے۔مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر والے صالحین بندوں کی مدد کرتے ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔اب بھی حضور ﷺ کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں۔اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ (الاستمداد باہل الامداد) پڑھیے۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

قرآنی دلائل کے بعد کسی دیگر دلیل کی اہل اسلام کو تو کوئی ضرورت نہیں لیکن چونکہ قرآن مجید کی بہتر تفسیر اقوالِ رسول ﷺ ہیں اسی لئے تبرکاً چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک خچر پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں گزرے۔اور ہم لوگ ہمراہ تھے تو ناگہاں خچر اس طرح بدک گیا کہ حضور ﷺ کو گرادینے کے قریب ہو گیا،اچانک وہاں چھ یا پانچ قبریں نظر آئیں،تو حضور نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ جی ہاں مجھے معلوم ہے یہ ان مشرکین کی قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان قبر والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں مبتلا ہے۔اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب سنادے جو میں سن رہا ہوں۔پھر حضور ﷺ ہم لوگوں کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے متوجہ ہوئے۔اور فرمایا کہ سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔تو ہم لوگوں نے کہا کہ ہم جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔پھر فرمایا کہ تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔تو سب نے کہا کہ ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔پھر فرمایا کہ تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔پھر فرمایا کہ تم سب لوگ فتنۂ دجال سے پناہ مانگو۔تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم دجال کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ،جلد ۱،صفحہ ۲۵)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں دو فرشتے (منکر و نکیر) آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔پھر

دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے لہٰذا اسکو جنّتی بچھونے پر سلاؤ۔ اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ۔ اور اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے۔ اور اس کی قبر تاحد نگاہ کشادہ کردی جاتی ہے۔ اور کافر سے جب منکر ونکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ جانتا ہی نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے جہنم کا بستر بچھاؤ اور اس کو جہنمی لباس پہناؤ۔ اور اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہے۔ اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں داہنی طرف ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اوپر ایک اندھا بہرا (فرشتۂ عذاب) لوہے کی ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کردیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ اس گرز سے پہاڑ کو مارے تو پہاڑ مٹی ہو کر بکھر جائے۔ اُسی گرز سے وہ فرشتۂ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق ومغرب کی ہر مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے سب اس مار کو سنتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد) (مشکوٰۃ، جلد ا، ص ۲۶۔۲۵)

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کردیئے جاتے ہیں۔ جو اس کو کاٹتے اور ڈنستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں ایک اژدھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزی نہ اگائے گی۔

(مشکوٰۃ، جلد ا، صفحہ ۲۲)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن میں گئے۔ جب حضور ﷺ نماز جنازہ پڑھا چکے اور وہ قبر میں اتارے گئے۔ اور مٹی برابر کردی گئی تو حضور ﷺ نے تسبیح پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر حضور ﷺ نے تکبیر پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تکبیر پڑھتے رہے۔ تو کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تسبیح وتکبیر کیوں پڑھی۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس بندۂ صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ فرما دیا۔ (مشکوٰۃ، جلد ا، صفحہ ۲۶)

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصوۃ والسلام اپنی صاحبزادی بی بی زینب کے دفن میں تشریف لے گئے۔ اور وہ بکثرت بیمار رہا کرتی تھیں۔ تو جب حضور ان کی قبر میں اترے تو آپ کا چہرۂ انور زرد ہو گیا۔ پھر جب قبر

سے باہر تشریف لائے تو خوشی سے حضور ﷺ کا چہرۂ انور چمکنے لگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایسا کیوں ہوا؟ تو فرمایا کہ قبر نے میری بیٹی کو ایک مرتبہ دبوچا۔ تو مجھے دبوچنے اور عذابِ قبر کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ پھر ایک فرشتہ نے آکر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف فرمادی۔ تو مجھے اس سے خوشی کے ساتھ اطمینان ہوگیا۔ قبر کا دبوچنا اس زور کا تھا کہ اس کی آواز مشرق و مغرب میں سنی گئی۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، صفحہ ۴۳۸)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''قبر کے فریادی'' اور ''اخبار القبور'' کا مطالعہ کریں۔

انتباہ: منکرینِ برزخ آج ہی مان لیں تو فائدہ یہ ہوگا کہ گناہ گار اگر ہیں تو سزا پا کر یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم یا شفاعتِ محبوب خدا کے صدقے جنت نصیب ہوگی ورنہ دوسرے منکرینِ اسلام کی طرح جناب بھی جہنم کے ٹھکانے کے مزے لوٹیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۶ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ، قبل صلوٰۃ العصر

☆......☆......☆